ALLAMA IQBAL OPEN UNIVERSITY

AIOU LIBRARY
aioulibrary.com

Name:

Registration No.:

Course Code: 2906

Program: BS (Islamic Studies)

Semester: Autumn 2026

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

کلیہ عربی وعلوم اسلامیہ ــــشعبہ حدیث وعلوم حدیث

کوڈ: مطالعہ مصادر حدیث I(2906)

سطح: بی ایس (علوم اسلامیہ) ــــکریڈٹ: 3

سمسٹر: خزاں 2026ء

امتحانی مشق نمبر2

کل نمبر: 100 ــــکامیابی کے نمبر: 50

Reference &For Study —ASSIGNMENT GUIDE SOLVED

نوٹ: یہ حل شدہ گائیڈ صرف مطالعہ اور رہنمائی کے لیے تیار کی گئی ہے۔ طلبہ سے گزارش ہے کہ وہ نصابی کتاب کے متعلقہ حصوں کا مطالعہ کر کے مفاہیم اچھی طرح سمجھیں اور امتحانی مشق اپنے الفاظ اور اپنے اندازِ تحریر میں لکھیں، کیونکہ ہو بہو نقل کی گئی مشق قواعد کے مطابق قابلِ قبول نہیں ہوتی۔

شفافیت کا نوٹ: احادیث کی تعداد، ابواب کی ترتیب اور روایات کے نمبرات عام علمی حوالوں کے مطابق تقریبی طور پر دیے گئے ہیں؛ مختلف مطبوعہ ایڈیشنوں میں گنتی اور نمبر بندی میں معمولی فرق ہوتا ہے، اس لیے حتمی حوالے کے لیے اپنے نصابی ایڈیشن سے تصدیق کر لیں۔ احادیث والے سوالات میں اسی کتاب میں ثابت شدہ مشہور احادیث منتخب کی گئی ہیں اور ترجمہ و تشریح اپنے الفاظ میں پیش کی گئی ہے۔ جہاں کسی روایت کے درجے پر اہلِ علم میں بحث ہے، وہاں اس کی علمی نشاندہی کر دی گئی ہے۔ دینی احکام کے عملی اطلاق اور فتویٰ سے متعلق امور میں اہلِ علم سے رجوع کیا جائے؛ یہ گائیڈ خالص علمی و تدریسی مقصد کے لیے ہے۔

کورس کا تعارف اور اس مشق کا جائزہ

امتحانی مشق نمبر 2 مشق نمبر 1 کی تکمیل ہے اور اس میں بھی پانچ سوالات ہیں، ہر سوال بیس نمبر کا: امام مسلم کے حالاتِ زندگی، صحیح مسلم کے تعارف و خصوصیات پر مفصل نوٹ، موطا امام مالک کا تفصیلی تعارف و خصوصیات، صحیح مسلم سے چار احادیث بمع ترجمہ و تشریح، اور سنن ابن ماجہ سے چار احادیث بمع ترجمہ و تشریح۔ مشق نمبر 1 میں صحیح بخاری، جامع ترمذی، مستدرک اور سنن نسائی کا مطالعہ ہوا تھا؛ اس مشق میں صحیح مسلم، سب سے قدیم مدون کتاب موطا اور صحاحِ ستہ کی چھٹی کتاب سنن ابن ماجہ آتی ہے، گویا دونوں مشقیں مل کر حدیث کے چھ بڑے مصادر اور دو مزید اہم کتابوں کا جامع تعارف مکمل کر دیتی ہیں۔ اس گائیڈ میں ہر جواب اسی معیار پر مرتب کیا گیا ہے: مکمل تعارف، ذیلی عنوانات کے تحت منظم بحث، جہاں ضرورت ہو جدول و خاکہ، اور ہر حدیث کے ذیل میں ماخذ کی نشاندہی کے ساتھ ترجمہ و تشریح۔

سوال نمبر 1 (20 نمبر)

سوال: امام مسلم رحمہ اللہ کے حالات زندگی تحریر کریں۔

تعارف

امام مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ حدیث کے ان عظیم ائمہ میں سے ہیں جن کا نام امام بخاری کے ساتھ صحیحین کی صورت میں ہمیشہ ایک ساتھ لیا جاتا ہے۔ آپ کی کتاب صحیح مسلم کو امت نے قرآن کے بعد صحیح ترین کتابوں میں دوسرا بڑا درجہ دیا اور آپ کو اس فن میں اپنے استاد امام بخاری کا سب سے کامیاب جانشین سمجھا گیا۔ اس سوال میں امام مسلم کے حالاتِ زندگی تفصیل سے لکھنے کا تقاضا ہے، اس لیے اس جواب میں ترتیب وار ان کا نام و نسب، ولادت و خاندان، تحصیلِ علم و اسفار، اساتذہ و تلامذہ، امام بخاری سے تعلق و شاگردی، اخلاق و علمی خصائص، تصانیف، وفات اور ان کے علمی مقام کا جائزہ لیا جائے گا۔ امام مسلم کی زندگی اس لحاظ سے بھی دلچسپ ہے کہ وہ بڑی حد تک حدیث کی طلب و تدوین ہی کے گرد گھومتی ہے؛ ان کی سیرت میں نہ سیاسی مناصب کا ہنگامہ ہے نہ دنیاوی جاہ و منصب کی کشش، بس علم، سفر، کتاب اور شاگردوں کی ایک خاموش و پُراثر دنیا ہے جس نے آئندہ نسلوں کے لیے حدیث کا خزانہ محفوظ کر دیا۔

نام، نسب، ولادت اور خاندان

امام مسلم کا پورا نام ابوالحسین مسلم بن حجاج بن مسلم قشیری نیشاپوری ہے۔ قشیری آپ کی نسبت قشیر نامی عرب قبیلے کی طرف اور نیشاپوری آپ کے شہر نیشاپور کی طرف ہے، جو اس زمانے میں خراسان کا سب سے بڑا علمی مرکز اور حدیث کی بڑی درسگاہ تھا۔ آپ کی ولادت 204ھ میں بیان کی جاتی ہے؛ بعض مؤرخین نے 206ھ بھی لکھا ہے، اسی لیے معتبر تذکروں میں ولادت کا سال 204ھ یا 206ھ کی بحث موجود ہے، تاہم اس پر اتفاق ہے کہ آپ تیسری صدی ہجری کے آغاز میں نیشاپور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد حجاج اپنے علاقے کے صاحبِ علم و تقویٰ بزرگ تھے، جس سے گھر کا دینی ماحول میسر آیا۔ امام مسلم معاشی لحاظ سے آسودہ حال تھے؛ تجارت سے وابستگی بیان کی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ آپ کپڑے کی تجارت کرتے تھے، مگر کاروبار کبھی آپ کے علمی مشغلے پر غالب نہیں آیا۔ یہ آسودگی دراصل تحصیلِ علم کے طویل اسفار میں ان کے کام آئی، کیونکہ محدث کے لیے معاشی اطمینان اس زمانے میں طلبِ علم کی بڑی سہولت ہوا کرتا تھا۔ آپ نے زندگی کا بڑا حصہ نیشاپور ہی کو اپنا مسکن بنائے رکھا اور یہیں تدریس و تصنیف کے حلقے قائم کیے۔

تحصیلِ علم اور اسفار

امام مسلم نے حدیث سننے کا آغاز تقریباً 218ھ سے کیا، جب آپ کی عمر چودہ برس کے لگ بھگ تھی۔ ابتدائی تعلیم نیشاپور کے شیوخ سے حاصل کی، پھر حدیث کے بڑے مراکز کا سفر شروع ہوا: آپ رے، بغداد، بصرہ، کوفہ، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، شام اور مصر تک گئے اور ہر جگہ کے ممتاز محدثین سے روایت کی۔ آپ کے مشہور اساتذہ میں اسحاق بن راہویہ، قتیبہ بن سعید، محمد بن مثنیٰ، ابو بکر بن ابی شیبہ، زہیر بن حرب، سعید بن منصور اور حرملہ بن یحییٰ جیسے ائمہ شامل ہیں۔ اسفار میں آپ کا مقصود صرف روایات جمع کرنا نہیں تھا بلکہ ہر علاقے کے رجال و اسانید کی مقامی خصوصیات کو سمجھنا بھی تھا، اسی لیے آپ کی کتاب میں اسناد کی صفائی اور تسلسل نمایاں نظر آتا ہے۔ آپ نے اپنی صحیح کی تالیف کے لیے تین لاکھ مسموعہ احادیث میں سے انتخاب کی روایت بیان ہوئی ہے، جس سے ان کے ذخیرۂ سماع کی وسعت کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ امام

مسلم اساتذہ کا غیر معمولی ادب کرتے تھے؛ امام بخاری کے ساتھ ان کا رویہ اس کی روشن مثال ہے کہ نیشاپور آمد پر اپنے استاد کی پیشانی پر بوسہ دے کر استدعا کی تھی کہ انہیں اپنی اولاد میں شامل کر کے تعلیم دیں۔ اسی ادب و تواضع نے انہیں اپنے اساتذہ سے فیض کا مستحق بنایا۔

امام بخاری سے تعلق اور علمی جھلک

امام مسلم کی حدیثی تربیت میں سب سے گہرا اثر امام بخاری کا ہے۔ جب امام بخاری نیشاپور تشریف لائے تو امام مسلم مسلسل ان کی مجلس میں شریک رہے، ان کی علل و رجال کی بصیرت سے استفادہ کیا اور ان کی کتاب کی روش سے اپنا منہج مرتب کیا۔ تاریخ میں یہ بھی مذکور ہے کہ ایک فقہی و عقائدی مسئلے پر نیشاپور میں جب ماحول امام بخاری کے خلاف ہوا تو امام مسلم نے اپنے استاد ہی کا ساتھ دیا، یہاں تک کہ اس معاملے میں اپنے دوسرے استاد محمد بن یحییٰ ذہلی سے اختلاف کی نوبت آئی؛ یہ واقعہ سوانحی ادب میں امام مسلم کی استاد نوازی اور علمی دیانت کی مثال کے طور پر بیان ہوتا ہے۔ عملی نتیجہ یہ ہوا کہ صحیح مسلم اسلوب و ترتیب میں صحیح بخاری سے مختلف ہونے کے باوجود معیار میں اس کی ہم پلہ قرار پائی۔ امام مسلم کی ذہنی خاصیت یہ تھی کہ وہ روایات کی ترتیب، الفاظ کے اتحاد اور اسناد کی جماعت بندی میں خاص مہارت رکھتے تھے، جس کا کھلا اظہار ان کی صحیح میں ہوتا ہے۔ ان کے تلامذہ میں ابن خزیمہ، ابو عوانہ اسفرائینی اور ابراہیم بن محمد بن سفیان جیسے ائمہ شامل ہیں، اور یہی ابن سفیان وہ راوی ہیں جن سے صحیح مسلم کی مشہور روایت آگے منتقل ہوئی۔

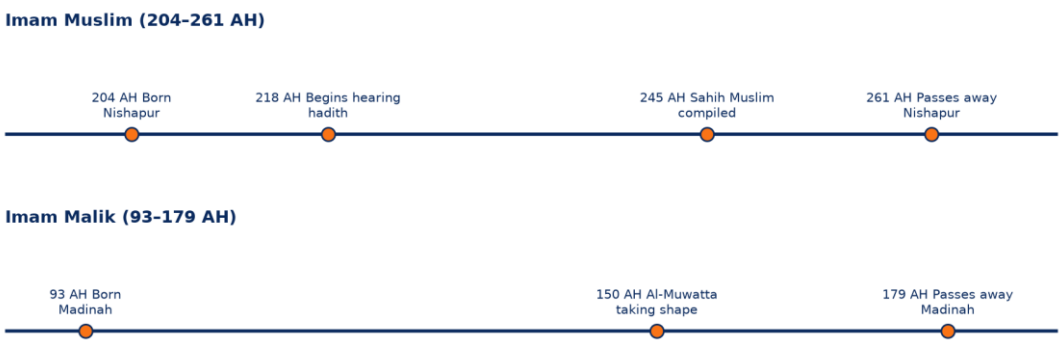

خاکہ 1: امام مسلم اور امام مالک کی زندگیوں کی اہم منزلیں — خاکے کے نام تکنیکی ضرورت کے تحت انگریزی رسم الخط میں ہیں

تصانیف، اخلاق اور وفات

امام مسلم کی سب سے بڑی تصنیف صحیح مسلم ہے جس کا تفصیلی تعارف آئندہ سوال میں آئے گا۔ اس کے علاوہ آپ کی معروف کتب میں کتاب الکنی والاسماء، کتاب الطبقات، رجالِ حدیث پر الافراد والوحدان، کتاب التمییز اور کتاب التمییز کے مسودات کا ذکر ملتا ہے؛ کتاب التمییز میں اسناد کی غلطیوں کی نشاندہی کا خاص فن بیان ہوا تھا مگر یہ کتاب مکمل صورت میں ہم تک نہیں پہنچی۔ آپ کی شخصیت کی نمایاں خصوصیات میں اسناد پر غیر معمولی توجہ، راویوں کے ناموں و کنیتوں کی گہری واقفیت، حافظے کی قوت اور مجلس میں وقار شامل ہیں۔ اہلِ نیشاپور آپ کا بے حد احترام کرتے تھے اور طلبہ دور دور سے آپ کی مجلس میں آتے تھے۔ آپ کا وصال 25 رجب 261ھ کو نیشاپور میں ہوا اور تدفین بھی وہیں ہوئی۔ وفات کے سبب کے بارے میں سوانح میں ایک مشہور حکایت بیان ہوتی ہے کہ آپ ایک حدیث کی تلاش میں مسلسل علمی اشتغال میں رہے، مگر طالب علم کو یہ سمجھنا چاہیے کہ اصل قابلِ ذکر بات اس تلاش و جستجو کا جذبہ ہے، یہی جذبہ ان کی پوری زندگی کا عنوان ہے۔ آپ کی عمر مبارک ستاون برس کے لگ بھگ تھی جس کا بیشتر حصہ حدیث کی سماعت، چھان بین اور تدوین میں گزرا۔

امام مسلم کا علمی مقام

محدثین نے امام مسلم کو حفظ، اتقان اور اسناد کی مہارت میں اپنے دور کے چند بڑے ائمہ میں شمار کیا ہے۔ امام ابوزرعہ و ابوحاتم رازی جیسے نقادوں کے عہد میں آپ کا نام نمایاں ہوا اور بعد کے تمام بڑے شارحین و محققین نے آپ کے منہج کو سند قرار دیا۔ امام نووی نے صحیح مسلم کی شرح کے مقدمے میں آپ کی علمی عظمت پر مفصل روشنی ڈالی ہے۔ یہ بات بھی آپ کے مقام کا حصہ ہے کہ بعض علماء نے ترتیب و حسنِ تالیف میں صحیح مسلم کو بعض پہلوؤں سے فائق قرار دیا، جبکہ عمومی اتفاق یہ ہے کہ مجموعی صحت و معیار میں صحیح بخاری اول اور صحیح مسلم اس کے بعد ہے؛ یہ درجہ بندی آپ کے اور آپ کی کتاب کے مقام کو کم نہیں کرتی بلکہ صحیحین کی مشترکہ عظمت کو ظاہر کرتی ہے۔ چودہ صدیوں سے آپ کی کتاب مشرق و مغرب کے مدارس کے نصاب کا مرکزی حصہ ہے، اور اس پر شروحات و تحقیقات کا سلسلہ آج بھی جاری ہے، یہی کسی مصنف کے علمی مقام کی سب سے بڑی دلیل ہوتی ہے۔

اختتام

خلاصہ یہ ہے کہ امام مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری کی زندگی خالص علمی وقف تھی: نیشاپور کے دینی ماحول میں پیدائش، کم عمری سے حدیث کی سماعت، اسلامی دنیا کے مراکز کے طویل اسفار، امام بخاری کی شاگردی کا فیض، اور پھر ایک ایسی کتاب کی تالیف جس نے ان کا نام صحیحین کے دوسرے ستون کی حیثیت سے ہمیشہ کے لیے روشن کر دیا۔ ان کے حالاتِ زندگی طالب علم کو یہ سبق دیتے ہیں کہ عظیم علمی کام ایک مسلسل سفر و محنت اور اسناد کی ایماندارانہ حفاظت سے بنتا ہے۔ آئندہ سوال میں ان کی اسی زندگی کا علمی ثمرہ یعنی صحیح مسلم اپنے تعارف و خصوصیات کے ساتھ پیش کیا جائے گا۔

سوال نمبر2 (20نمبر)

سوال: صحیح مسلم کے تعارف اور خصوصیات پر مفصل نوٹ لکھیں۔

تعارف

صحیح مسلم کا مکمل نام المسند الصحیح المختصر من السنن بنقل العدل عن العدل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کیا جاتا ہے اور یہ امام مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (204ھ تا261ھ) کی وہ عظیم تصنیف ہے جسے صحیح بخاری کے بعد امت نے صحیح ترین کتاب کا درجہ دیا؛ دونوں کو ملا کر صحیحین کہا جاتا ہے۔ اس سوال میں صحیح مسلم کا تعارف اور اس کی خصوصیات پر مفصل نوٹ لکھنے کا تقاضا ہے، لہٰذا پہلے سببِ تالیف، شرطِ مسلم، کتاب کی ترتیب و حجم اور مقدمے کی اہمیت بیان ہو گی، پھر خصوصیات کو مفصل ذیلی عنوانات میں کھولا جائے گا، جن میں ایک جگہ تمام طرق کا اجتماع، الفاظِ حدیث کی وحدت کی رعایت، راویوں کے طبقاتی بیان، مقدمے میں اصولِ حدیث کی بنیادیں، صحیح بخاری سے تقابل اور کتاب کے مقام و شروحات شامل ہوں گے۔ صحیح مسلم کو پڑھنے والا سب سے پہلے یہ محسوس کرتا ہے کہ یہ کتاب قاری کی سہولت کے لیے مرتب کی گئی ہے؛ یہی احساس اس کی خصوصیات کی اصل بنیاد ہے۔

سببِ تالیف، شرط اور کتاب کی ترتیب

امام مسلم نے کتاب کی تالیف کا مقصد اپنے مقدمے میں خود بیان کر دیا ہے: لوگوں نے ان سے درخواست کی تھی کہ ایسی کتاب تیار کریں جس میں صحیح احادیث کا ایسا انتخاب ہو جس پر اعتماد کیا جا سکے۔ امام نے تین لاکھ مسموعہ احادیث میں سے انتخاب کر کے یہ کتاب مرتب کی۔ کتاب الطہارۃ سے پہلے کتاب الایمان آتی ہے اور پھر طہارت، حیض، صلاۃ، مساجد، جنائز، زکاۃ، صوم، حج، نکاح، بیوع، حدود، قضا، جہاد و سیر، صید، اشربہ، لباس، آداب، طب، رقاق، تفسیر کے اخری ابواب تک موضوعات بڑی نفیس ترتیب سے پھیلے ہوئے ہیں؛ کل کتب چون کے لگ بھگ بیان ہوتی ہیں۔ احادیث کی تعداد مکررات کے بغیر تقریباً تین ہزار تینتیس اور تمام طرق و مکررات سمیت تقریباً سات ہزار پانچ سو سے زائد بیان کی جاتی ہے، ایڈیشن کی گنتی میں فرق یہاں بھی معروف ہے۔ شرط کے بارے میں مشہور فرق یہ ہے کہ امام مسلم کے نزدیک سند کے اتصال کے لیے راوی و مروی عنہ کی معاصرت اور سماع کا امکان کافی ہے بشرطیکہ راوی مدلس نہ ہو، جبکہ امام بخاری ثابت شدہ ملاقات کو بھی شرط قرار دیتے ہیں؛ اسی لیے اصول کی بحث میں کہا جاتا ہے کہ شرط کے اعتبار سے بخاری کی کتاب کا معیار بعض جہتوں میں سخت تر ہے، جبکہ حسنِ ترتیب و سہولت میں صحیح مسلم کو نمایاں فوقیت حاصل ہے۔

خصوصیت اول: ایک حدیث کے تمام طرق ایک جگہ

صحیح مسلم کی سب سے مشہور خصوصیت یہ ہے کہ امام مسلم ایک موضوع کی حدیث کی تمام اسناد و طرق کو ایک ہی جگہ جمع کر دیتے ہیں۔ وہ پہلے اصل حدیث مکمل سند و متن کے ساتھ لاتے ہیں، پھر اسی حدیث کے دیگر طرق کو مختصر اشاروں کے ساتھ بیان کرتے چلے جاتے ہیں، یہاں تک کہ قاری کو ایک نظر میں یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ حدیث کن کن صحابہ و تابعین سے کن کن الفاظ میں مروی ہے۔ اس کے بالکل برعکس صحیح بخاری میں ایک ہی حدیث اکثر مختلف ابواب میں تقسیم ہو کر آتی ہے کیونکہ وہاں ہر ٹکڑا الگ فقہی نکتے کے لیے لایا جاتا ہے۔ امام مسلم کے اس اسلوب کا بہت بڑا فائدہ محقق کو پہنچتا ہے: سندوں کا تقابل، الفاظ کے اختلاف کی پہچان، شذوذ و علت کا اندازہ اور ترجیح کی صورت ایک باب کے اندر ہی واضح ہو جاتی ہے، اور قاری کو پورا ذخیرہ تلاش نہیں کرنا پڑتا۔ یہی خصوصیت بعد کے محدثین کی جامع کتب کے لیے نمونہ بنی۔ طالب علم کو یہ بھی نوٹ کرنا

چاہیے کہ طرق کی اس اجتماعیت کے باوجود امام مسلم نے مکررات کے بوجھ سے کتاب کو بچائے رکھا ہے، کیونکہ ہر طریق کو الگ نمبر والا باب بنا کر نہیں دہرایا گیا بلکہ اصل کے تابع رکھا گیا ہے، یہ تالیف کا نہایت نفیس ذوق ہے۔

خصوصیت دوم: مقدمہ اور اصولِ حدیث کی بنیادیں

دوسری عظیم خصوصیت کتاب کا مقدمہ ہے جو اصولِ حدیث کا اولیں متن شمار ہوتا ہے۔ اس مقدمے میں امام مسلم نے احادیث کی تین قسمیں بیان کی ہیں: پہلی قسم وہ جو حفظ و اتقان والے ثقہ راویوں کی روایات ہیں اور کتاب کی اصل بنیاد یہی ہیں، دوسری قسم ثقہ درجے کے راویوں کی روایات جو متابعات و شواہد میں آتی ہیں، اور تیسری قسم ان ضعیف و متروک راویوں کی روایات ہیں جنہیں امام نے بالکل چھوڑ دیا۔ اسی مقدمے میں مدلسین کی عنعنہ والی روایت کی بحث، رواۃ کی جانچ کا اصول، اور یہ اصول بھی بیان ہوا کہ کسی راوی پر اس کے استاد سے سماع ثابت نہ ہو تو اس کی روایت کیسے لی جائے گی۔ محدثین نے اس مقدمے کو اس قدر اہمیت دی کہ بعد میں لکھی جانے والی اصولِ حدیث کی پوری ادبیات نے اس سے استفادہ کیا۔ ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ امام مسلم نے کتاب میں احادیث کی ترتیب راویوں کے طبقے کا لحاظ کرتے ہوئے رکھی: ہر باب میں پہلے اعلیٰ درجے کے ثقہ حفاظ کی روایت آتی ہے، پھر بتدریج اگلے درجات آتے ہیں، جس سے قاری پر روایات کا درجاتی فرق از خود ظاہر ہو جاتا ہے۔ الفاظِ متن کے بارے میں امام کی احتیاط بھی مشہور ہے؛ وہ ایک ہی راوی سے دو الفاظ میں معمولی فرق ہو تو حدثنا و اخبرنا کی تمیز سمیت اس فرق کی نشاندہی کر دیتے ہیں، جو تحریر و روایت کی دیانت کی اعلیٰ مثال ہے۔

جدول 1: صحیح مسلم کی نمایاں خصوصیات

خصوصیت	وضاحت
تمام طرق ایک جگہ	ایک حدیث کی تمام اسناد و الفاظ ایک ہی باب میں جمع، تقابل و تحقیق میں آسانی
مقدمہ	اصولِ حدیث کا بنیادی متن؛ احادیث کی تین اقسام اور سماع و تدلیس کی بحث

ہر باب میں پہلے اعلیٰ ثقہ حفاظ، پھر بتدریج اگلے درجات کے راوی	طبقاتی ترتیب
راویوں کے الفاظ کے معمولی فرق کی بھی نشاندہی، حدثنا و اخبرنا کی تمیز	الفاظ کی رعایت
تراجم کے بوجھ کے بغیر سادہ و واضح کتابی تقسیم، عام قاری کے لیے آسانی	حسنِ ترتیب

صحیح بخاری سے تقابل اور صحیح مسلم کا مقام

اہلِ علم نے صحیحین کا تقابل ہمیشہ انصاف سے کیا ہے۔ اجمالی فیصلہ یہ ہے کہ صحت و شرط کی حد تک صحیح بخاری کو ترجیح ہے، کیونکہ اس میں سماع کی ثبوت والی شرط اور مصنف کی فقاہت نے تراجم کو اضافی وزن دیا ہے؛ اس کے مقابلے میں حسنِ ترتیب، طرق کی اجتماعیت، مقدمے کی اہمیت اور قاری کی سہولت میں صحیح مسلم کو امتیاز حاصل ہے۔ بعض مغربی و مشرقی علماء کے اقوال بھی منقول ہیں کہ ترتیب و نظام میں کوئی کتاب صحیح مسلم کا مقابلہ نہیں کرتی۔ دونوں کے درمیان اس توازن کو سمجھے بغیر محض ایک کو بڑا اور دوسری کو چھوٹا کہنا فن کی روح کے خلاف ہے۔ امت کی تلقی بالقبول دونوں کتابوں کو حاصل ہے اور کوئی بڑا مکتبۂ فکر ایسا نہیں جس نے صحیح مسلم سے استدلال نہ کیا ہو۔ اس کی شروحات میں امام نووی کی شرح صحیح مسلم (المنہاج) سرِ فہرست ہے، قاضی عیاض کی اکمال المعلم اور دیگر شروحات بھی اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں، جبکہ دورِ حاضر میں اردو و انگریزی سمیت کئی زبانوں میں اس کے تراجم موجود ہیں۔

اختتام

خلاصہ یہ ہے کہ صحیح مسلم ایک ایسی کتاب ہے جس نے سخت صحت کے معیار کو قاری دوست ترتیب کے ساتھ جمع کر دیا: ایک جگہ جمع شدہ طرق، اصول سے بھرپور مقدمہ، طبقاتی ترتیب، الفاظ کا تحفظ اور سادہ ابواب بندی اس کی وہ خصوصیات ہیں جو اسے حدیث کے تمام ذخیرے میں منفرد کرتی ہیں۔ امام مسلم کی یہی کتاب ان کی زندگی بھر کی محنت کا خلاصہ اور علمِ حدیث میں ان کے دائمی مقام کی دلیل ہے۔ مصادرِ حدیث کے طالب علم کے لیے اس کتاب کا مطالعہ اس لیے لازمی ہے کہ یہ فن کی تھیوری اور پریکٹس دونوں کی بہترین تربیت دیتی ہے۔

سوال نمبر3 (20نمبر)

سوال: موطاکا تفصیلی تعارف،اور خصوصیات تحریر کریں۔

تعارف

موطا سے مراد موطا امام مالک ہے، یعنی امام مالک بن انس رحمہ اللہ (93ھ تا 179ھ) کی وہ عظیم کتاب جو حدیث کی باقاعدہ تدوین کی تاریخ میں سب سے قدیم موجود مستند کتابوں میں شمار ہوتی ہے۔ موطا کے لغوی معنی ہیں وہ راستہ جو چل چل کر ہموار و آسان ہو گیا ہو۔ اور کتاب کو یہ نام اس لیے دیا گیا کہ امام مالک نے اسے بار بار کی نظر ثانی، محدثین وفقہاء کی خدمت میں پیش کر کے اور ان کی توثیق حاصل کر کے عوام واہلِ علم کے لیے علم کا ہموار راستہ بنا دیا۔ بعض روایات میں ہے کہ خلیفہ ابو جعفر منصور نے امام مالک سے ایسی کتاب لکھنے کی فرمائش کی تھی جس سے لوگوں کو اختلافات سے بچا کر ایک متوازن علمی بنیاد ملے۔ اس سوال میں موطا کا تفصیلی تعارف اور اس کی خصوصیات تحریر کرنے کا تقاضا ہے، لہٰذا اس جواب میں مصنف کا مختصر تعارف، کتاب کی مدتِ تالیف و روایات، اس کی ترتیب و اقسامِ روایات، مشہور روایتیں (رویات)، مدنی عمل کی حجیت، اس کی شرائط و خصوصیات اور امت میں اس کا مقام درج کیا جائے گا۔

مصنف کا مختصر تعارف اور کتاب کی روایات

امام مالک بن انس مدینہ منورہ کے امام ہیں؛ آپ 93ھ میں مدینہ ہی میں پیدا ہوئے، وہیں پروان چڑھے اور ساری زندگی اسی شہر کی علمی خدمت میں گزاری، اسی لیے آپ کو امام دارالہجرہ کہا جاتا ہے۔ آپ کے اساتذہ میں امام ابن شہاب زہری، نافع مولیٰ ابن عمر اور ربیعہ رائے جیسے بڑے نام ہیں اور آپ کے شاگردوں میں امام شافعی، امام محمد بن حسن شیبانی اور عبداللہ بن مبارک سمیت پورے عالمِ اسلام کے ائمہ شامل ہیں۔ موطا کی تالیف میں روایات کے مطابق امام نے طویل مدت صرف کی؛ مشہور ہے کہ اسے تقریباً چالیس سال کی مدت میں بتدریج مکمل کیا گیا اور اس دوران اس کی احادیث کم ہوتی اور چھنٹتی رہیں۔ یہ کتاب امام کے تلامذہ کے ذریعے کئی روایات کی صورت میں پھیلی، جنہیں رویاتِ موطا کہا جاتا ہے۔ ان میں سب سے مشہور روایت یحییٰ بن یحییٰ مصمودی لیثی اندلسی کی ہے جس پر آج کے مطبوعہ موطا کی بنیاد ہے؛ اس کے علاوہ امام محمد بن حسن شیبانی کی

موطا محمد اپنے حواشی کے سبب اہلِ کوفہ و حنفی حلقوں میں خاص مقام رکھتی ہے، اور ابن قاسم، ابن وہب، ابو مصعب زہری اور سوید بن سعید وغیرہ کی روایات بھی کتب میں مذکور ہیں۔ روایات میں لفظی اختلافات اور ترتیب کے جزوی فرق معروف ہیں، طالب علم حوالہ دیتے وقت اپنی روایت کی نشاندہی کرے تو یہ تحقیقی دیانت ہو گی۔

موطا کی ترتیب، حجم اور مواد کی اقسام

موطا کی ترتیب فقہی ابواب کے مطابق ہے: کتاب الطہارۃ والصلاۃ سے شروع ہو کر زکاۃ، صوم، حج، جہاد، نکاح، بیوع، حدود، اقضیہ اور جامعیات تک کے ابواب آتے ہیں، کل کتب ساٹھ کے لگ بھگ بیان ہوتی ہیں۔ مواد کے اعتبار سے اس کتاب کی انفرادیت یہ ہے کہ اس میں صرف مرفوع احادیث نہیں ہیں بلکہ تین قسم کا مواد ملتا ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث، صحابہ کرام کے اقوال و فیصلے یعنی موقوف آثار، اور تابعین و اہلِ مدینہ کے فتاویٰ و تعامل یعنی مقطوعات۔ ایک عام گنتی کے مطابق کتاب میں مرفوع روایات تقریباً ساڑھے آٹھ سو کے لگ بھگ، صحابہ کے آثار تقریباً چھ سو کے قریب اور تابعین کے اقوال بھی سینکڑوں میں ہیں، کل مواد سترہ سو بیس روایات کے لگ بھگ بیان کیا جاتا ہے؛ روایات کی گنتی ہر روی کے مطابق بدلتی ہے، اس لیے یہ اعداد تقریبی سمجھے جائیں۔ مواد کی یہی آمیزش اس کتاب کو بیک وقت کتابِ حدیث بھی بناتی ہے اور فقہِ مدینہ کا دستاویزی ریکارڈ بھی۔ بلاغات یعنی وہ مقامات جہاں امام مالک بلغنی کہہ کر سند مختصر کرتے ہیں، تقریباً اکسٹھ مقامات پر مذکور ہیں جن میں سے اکثر دوسری سندوں سے متصل ثابت ہو جاتے ہیں، محدثین نے اس سلسلے میں مستقل تحقیق کی ہے، چنانچہ اس کتاب کو موقوفات کی کثرت کی بنا پر کم تر سمجھنا درست نہیں۔

خصوصیات: عملِ اہلِ مدینہ اور فقہی مزاج

موطا کی سب سے بڑی خصوصیت عملِ اہلِ مدینہ کی دستاویز ہونا ہے۔ امام مالک مدینہ کے اجتماعی تعامل کو، جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے نسلاً بعد نسل چلا آیا تھا، دینی دلیل کی ایک مضبوط صورت سمجھتے تھے، اس لیے وہ بہت سے ابواب میں حدیث کے ساتھ یہ بھی لکھتے ہیں کہ ہمارے یہاں اس پر عمل اس طرح ہے یا سنت کا جاری طریقہ یہ چلا آیا ہے۔ اس خصوصیت نے موطا کو محض روایات کا مجموعہ نہیں رہنے دیا بلکہ اسے دوسری صدی کے مدینے کی زندہ شریعت کا آئینہ بنا دیا۔ دوسری خصوصیت کتاب کا فقہی مزاج ہے: امام مالک احادیث کے بعد اکثر مسائل میں اپنا فیصلہ و ترجیح بھی دیتے ہیں، اس لیے فقہ مالکی کی بنیادی دستاویز یہی کتاب ہے اور اس کا اسلوب محدث و فقیہ دونوں کی

پہچان رکھتا ہے۔ تیسری خصوصیت شدید اختصار و احتیاط ہے؛ امام مالک راویوں کے انتخاب میں نہایت سخت تھے، کہا جاتا ہے کہ انہوں نے کم و بیش ایک لاکھ احادیث میں سے منتخب کر کے یہ کتاب بنائی اور زندگی کے آخر تک اس میں نظر ثانی و تنقیح کرتے رہے، یہی وجہ ہے کہ ان کے دور کے محدثین نے بھی اس انتخاب کی تعریف کی۔ چوتھی خصوصیت زمانی تقدم ہے؛ صحیحین سے پہلے مرتب ہونے والی یہ کتاب اس بات کا ثبوت ہے کہ حدیث کی منظم تدوین اور نقد و انتخاب کا کام طبع شدہ کتاب کی صورت میں دوسری صدی ہی میں اپنے عروج پر تھا۔ پانچویں خصوصیت اس کا فقہی و تہذیبی رنگ ہے، جس میں جامعیات کے ابواب آداب، اخلاق اور معاشرتی حسن کو نمایاں کرتے ہیں۔

جدول 1: موطا کی رویات اور اہم نکات

وجہِ شہرت	روایت کرنے والے
سب سے مشہور روایت؛ مطبوعہ موطا کی بنیاد	یحییٰ بن یحییٰ اللیثی اندلسی
موطا محمد؛ فقہی تعلیقات و حواشی کی بنا پر ممتاز	امام محمد بن حسن شیبانی
اہلِ مصر میں معروف روایت	عبدالرحمن بن قاسم
مدنی روایت؛ دیگر رویات سے تقابل میں مفید	ابو مصعب احمد بن ابی بکر زہری

موطا کا علمی مقام اور شروح

امت میں موطا کو جو مقام ملا اس کا اندازہ امام شافعی کے اس مشہور قول سے ہوتا ہے کہ کتاب اللہ کے بعد امام مالک کی کتاب سے زیادہ صحیح کتاب روئے زمین پر نہیں، یاد رہے کہ یہ قول صحیح بخاری کی تالیف سے پہلے کے دور سے متعلق ہے اور اس کا مفہوم اپنے زمانے کے اعتبار سے سمجھا جاتا ہے۔ البتہ یہ بھی حقیقت ہے کہ بعد کے محدثین نے موطا کی موقوفات و بلاغات کی بنا پر اسے صحاحِ ستہ کی فہرست میں شامل کرنے میں اختلاف کیا؛ بعض نے اس کی جگہ سنن دارمی اور بعض نے سنن ابن ماجہ کو چھٹی کتاب قرار دیا، مگر

موطا کی تاریخی و علمی عظمت پر اختلاف نہیں ہوا۔ اس کی شروحات میں ابن عبد البر کی التمہید والاستذکار اپنے فن کی عظیم ترین کتب میں ہیں، زرقانی کی شرح اور شاہ ولی اللہ کی المصفی والمسوی بھی اسی سلسلے میں نمایاں ہیں۔ یہ بات بھی غور طلب ہے کہ خلیفہ ہارون و منصور کے دور میں یہ تجویز آئی کہ موطا کو پورے ملک میں نافذ کر دیا جائے مگر امام مالک نے خود اس سے منع فرماتے ہوئے فرمایا کہ صحابہ مختلف علاقوں میں پھیل چکے ہیں اور ہر جگہ علم کا ایک حصہ پہنچا ہے، اس انکار نے امام کی علمیت کے ساتھ ان کی علمی وسعت و انصاف کو بھی ظاہر کیا۔

اختتام

خلاصہ یہ ہے کہ موطا امام مالک کی چالیس سالہ تدوینی محنت، شدید انتخابی احتیاط اور مدینہ کے عملی تعامل کی دستاویز ہے۔ مرفوع احادیث، صحابہ کے آثار اور اہلِ مدینہ کے تعامل کا امتزاج، عملِ مدینہ کی حجیت، فقہی ترجیحات کی صراحت اور زمانی تقدم اس کی وہ خصوصیات ہیں جن کی بنا پر یہ کتاب حدیث و فقہ دونوں تاریخوں میں سنگِ میل ہے۔ مصادرِ حدیث کے طالب علم کے لیے اس کا مطالعہ اس لیے ضروری ہے کہ اس سے تدوینِ حدیث کا وہ اولین نمونہ سامنے آتا ہے جس پر بعد کی تمام کتب کھڑی ہوئیں۔

سوال نمبر 4 (20 نمبر)

سوال: صحیح مسلم کی کوئی سی چار احادیث اور ان کا ترجمہ و تشریح لکھیں۔

تعارف

اس سوال میں صحیح مسلم سے کوئی سی چار احادیث ان کے ترجمے و تشریح کے ساتھ لکھنے کا تقاضا ہے۔ اس گائیڈ کے لیے صحیح مسلم کی چار نہایت مشہور اور بنیادی احادیث منتخب کی گئی ہیں جو یقینی طور پر اس کتاب میں موجود ہیں: پہلی حدیثِ جبریل کتاب الایمان سے، جو اسلام، ایمان اور احسان کے درجات بیان کرتی ہے؛ دوسری حدیث الطہور شطر الایمان کتاب الطہارۃ سے؛ تیسری حدیث الدین النصیحہ کتاب الایمان سے؛ اور چوتھی حدیث ایمانی بھائی چارے پر مبنی لا یؤمن احدکم والی حدیث بھی کتاب الایمان سے۔ یہ

چاروں احادیث عقیدہ، عبادت، اخلاق اور معاشرتی تعلقات کے چاروں بڑے میدانوں کا احاطہ کرتی ہیں، اس لیے یہ انتخاب صحیح مسلم کے مزاج کی بھی نمائندگی کرتا ہے۔ ہر حدیث کے ذیل میں اس کے باب و ماخذ کی نشاندہی، اردو ترجمہ اور تفصیلی تشریح دی جائے گی جس میں مفاہیم کی وضاحت، اس سے حاصل ہونے والے اصول اور طالب علم کے لیے عملی رہنمائی شامل ہوگی۔ تشریح مکمل طور پر علمی و تعلیمی انداز میں ہے؛ کسی متنازع مسئلے میں حتمی فتویٰ اہلِ علم کا کام ہے اور یہ گائیڈ اس دائرے سے باہر نہیں جاتی۔

پہلی حدیث: حدیثِ جبریل علیہ السلام

متن و ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھے کہ اچانک ایک شخص آیا جس کے کپڑے نہایت سفید اور بال نہایت سیاہ تھے، اس پر سفر کا کوئی اثر ظاہر نہ تھا اور ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا بھی نہ تھا؛ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب بیٹھ گیا اور پوچھا: اے محمد! مجھے اسلام کے بارے میں بتائیے۔ آپ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرو، زکاۃ دو، رمضان کے روزے رکھو اور استطاعت ہو تو بیت اللہ کا حج کرو۔ اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ پھر اس نے ایمان کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور یومِ آخر پر ایمان لاؤ اور اچھی بری تقدیر پر بھی ایمان لاؤ۔ اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ پھر احسان کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو، اور اگر تم اسے نہیں دیکھتے تو وہ تمہیں یقیناً دیکھ رہا ہے۔ پھر وہ شخص قیامت اور اس کی علامات کے سوال کے بعد چلا گیا تو آپ نے فرمایا: اے عمر! جانتے ہو یہ سائل کون تھا؟ میں نے کہا: اللہ و اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: یہ جبریل تھے، تمہارے پاس آئے تھے تاکہ تمہیں تمہارا دین سکھائیں۔ تشریح: یہ حدیث دین کی سہ سطحی عمارت پیش کرتی ہے: اسلام ظاہری اعمال کا درجہ ہے، ایمان باطنی تصدیق و یقین کا درجہ ہے، اور احسان ان دونوں کی روحانی تکمیل ہے جہاں عبادت میں حضوری و نگرانی کا احساس پیدا ہو جاتا ہے۔ حدیث کو صحیح مسلم کے بالکل شروع میں لانا امام مسلم کی ترتیب کی بصیرت ہے، اور اسے ام السنہ بھی کہا گیا ہے کیونکہ پورے دین کا خلاصہ اس میں سمویا ہوا ہے۔ اس حدیث سے طریقۂ تعلیم کا سبق بھی ملتا ہے کہ سوال پوچھنا علم کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے، اور عالم کا جواب مرتب و درجہ وار ہو۔ طالب علم کے لیے سب سے بڑا پیغام احسان کا ہے کہ پڑھنا، لکھنا اور عبادت کرنا، سب میں یہ احساس ہو کہ اللہ دیکھ رہا ہے، یہی احساس غلطی سے بچاتا اور اخلاص پیدا کرتا ہے۔

دوسری حدیث: طہارت آدھا ایمان ہے

متن و ترجمہ: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طہارت آدھا ایمان ہے، اور الحمدللہ ترازو کو بھر دیتا ہے، اور سبحان اللہ والحمدللہ دونوں زمین و آسمان کے درمیان کی جگہ کو بھر دیتے ہیں، اور نماز نور ہے، اور صدقہ دلیل ہے، اور صبر روشنی ہے، اور قرآن تمہارے حق میں یا تمہارے خلاف حجت ہے؛ ہر شخص صبح کرتا ہے تو اپنے نفس کا سودا کرتا ہے، یا تو اسے آزاد کرنے والا ہوتا ہے یا اسے ہلاک کرنے والا۔ یہ حدیث صحیح مسلم کے کتاب الطہارۃ میں آئی ہے۔ تشریح: طہارت کو آدھا ایمان قرار دینے کی وجہ اہلِ علم نے یہ بیان کی ہے کہ ایمان کے دو بڑے حصے ہیں: گناہ و نجاست سے پاکیزگی اور طاعت و عبادت سے آراستگی، اور ظاہری طہارت باطنی پاکیزگی کی علامت و ذریعہ دونوں ہے۔ وضو و غسل سے صرف بدن نہیں دھلتا، بلکہ ان عبادات میں پانی کے قطروں کے ساتھ گناہوں کے جھڑنے کا مضمون بھی آتا ہے۔ الحمدللہ کو ترازو بھرتا اس لیے فرمایا گیا کہ یہ لفظ اللہ کی حمد و شکر کا جامع کلمہ ہے جس کا ثواب قیامت کے میزان میں بھاری ہوگا۔ نماز کو نور کہنا اس کے اس اثر کی طرف اشارہ ہے کہ وہ دنیا میں رہنمائی اور آخرت میں قبر و پل صراط پر روشنی بنے گی، صدقے کو دلیل کہنا اس بنا پر ہے کہ مال خرچ کرنا سچے ایمان و اخلاص کا عملی ثبوت ہے، صبر کو روشنی کہنا اس کے اس پہلو کو ظاہر کرتا ہے کہ صبر تکلیف میں بھی راستہ دکھاتا ہے۔ اختتامی جملہ انسان کو روزانہ کے محاسبے کی دعوت دیتا ہے کہ ہر صبح انسان اپنے عمل سے یا خود کو جنت کا مستحق بناتا ہے یا خسارے کی طرف لے جاتا ہے۔ اس مکمل حدیث کی تشریح میں یہ بات بھی واضح ہے کہ محدثین نے اسے طہارت کے باب میں رکھ کر صفائی کو محض طبعی عمل نہیں بلکہ ایمان کا نصف قرار دیا ہے۔

تیسری حدیث: دین خیر خواہی کا نام ہے

متن و ترجمہ: حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دین خیر خواہی ہے۔ ہم نے عرض کیا: کس کے لیے؟ آپ نے فرمایا: اللہ کے لیے، اس کی کتاب کے لیے، اس کے رسول کے لیے، مسلمانوں کے اماموں کے لیے اور ان کے عام لوگوں کے لیے۔ یہ حدیث صحیح مسلم کے کتاب الایمان میں آئی ہے۔ تشریح: نصیحت کے عربی مادے میں خلوص اور چنے ہوئے پاکیزہ شے کا مفہوم بھی آتا ہے، شہد کو چھان کر صاف کرنے کو بھی اسی سے تعبیر کیا جاتا ہے؛ پس دین النصیحہ کا

مطلب یہ ہوا کہ دین کا خلاصہ ہر ایک کے حق میں خالص خیر خواہی ہے۔ اللہ کے لیے خیر خواہی یہ ہے کہ اس کی توحید، عبادت اور اطاعت میں اخلاص ہو؛ کتاب کے لیے خیر خواہی یہ ہے کہ اس پر ایمان، اس کی تلاوت، اس کا فہم اور اس پر عمل ہو؛ رسول کے لیے خیر خواہی یہ ہے کہ آپ کی تصدیق، محبت، پیروی اور آپ کے پیغام کی اشاعت ہو؛ ائمہ یعنی حکمرانوں و علماء کے لیے خیر خواہی یہ ہے کہ حق میں ان کی معاونت ہو اور غلطی پر احترام کے دائرے میں اصلاح کی کوشش ہو؛ اور عام مسلمانوں کے لیے خیر خواہی یہ ہے کہ ان کی بھلائی چاہی جائے، ان کی رہنمائی کی جائے اور انہیں تکلیف نہ دی جائے۔ یہ حدیث اجتماعی زندگی کا آئین پیش کرتی ہے کہ مسلمان معاشرہ حسد و بدخواہی سے نہیں بلکہ باہمی خیر خواہی سے بنتا ہے۔ طالب علم کے لیے اس حدیث کا سبق یہ ہے کہ اصلاح و تنقید کا بھی ایک شریفانہ طریقہ ہے: نیت خیر خواہی کی ہو، انداز احترام کا ہو اور مقصد فائدہ پہنچانا ہو، تب ہی نصیحت دین بنتی ہے، ورنہ وہی بات فساد کا سبب بھی بن سکتی ہے۔ یہاں یہ نوٹ بھی مناسب ہے کہ حکمرانوں یا کسی فرد کے بارے میں عملی احکام کا فیصلہ اہلِ علم و اہلِ اختیار کا میدان ہے؛ طالب علم کا کام اس حدیث کا اصولی پیغام سمجھنا ہے۔

چوتھی حدیث: جب تک اپنے بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے

متن و ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ یہ حدیث صحیح مسلم کے کتاب الایمان میں آئی ہے اور یہی مضمون صحیح بخاری میں بھی موجود ہے۔ تشریح: اس حدیث میں ایمان کی نفی سے مراد ایمان کی تکمیل کی نفی ہے، نہ کہ اصل ایمان کا انکار، اہلِ علم کی یہی متفقہ توضیح ہے؛ یعنی جو شخص اپنے بھائی کی بھلائی نہیں چاہتا وہ ایمان کے کمال سے محروم ہے۔ اپنے لیے پسند کرنے میں دنیاوی بھلائیاں بھی شامل ہیں اور دینی بھی، بلکہ اصل مراد یہ ہے کہ انسان خیر کے ہر پہلو میں دوسرے کو بھی شریک دیکھنا چاہے، چاہے وہ رزق کی فراخی ہو، علم کی نعمت ہو، صحت و عافیت ہو یا نیکی کی توفیق۔ یہ حدیث حسد کی جڑ کاٹتی ہے، کیونکہ حسد تب پیدا ہوتا ہے جب انسان دوسرے کی نعمت کو اپنی محرومی سمجھتا ہے، جبکہ اس حدیث کی تربیت یہ ہے کہ دوسرے کی نعمت کو بھی اپنی خوشی کا سبب مانا جائے۔ اسی اصول پر ایک مضبوط معاشرہ تعمیر ہوتا ہے جس میں مقابلہ آرائی تعاون میں بدل جاتی ہے، تاجر گاہک کی بھلائی چاہتا ہے، استاد شاگرد کی ترقی سے خوش ہوتا ہے اور پڑوسی پڑوسی کے سکھ میں شریک ہوتا ہے۔ تشریح کا آخری نکتہ یہ ہے

کہ یہ حدیث نیت و دل کی کیفیت کی حدیث ہے؛ اس کا عمل زیادہ تر ارادے اور جذبات کی درستگی سے تعلق رکھتا ہے، اس لیے یہ حدیث روزمرہ محاسبے کا آئینہ ہے کہ آج میں نے کتنے لوگوں کی بھلائی دل سے چاہی۔

اختتام

خلاصہ یہ ہے کہ صحیح مسلم سے منتخب چاروں احادیث مل کر دین کا ایک [illegible] انسام پیش کرتی ہیں: حدیثِ جبریل عقیدہ و عبادت کے درجات سکھاتی ہے، طہارت والی حدیث ظاہر و باطن کی پاکیزگی اور روزمرہ اعمال کی قدر و قیمت بیان کرتی ہے، خیر خواہی والی حدیث معاشرے کی بنیاد رکھتی ہے، اور بھائی چارے والی حدیث ایمان کی تکمیل کا قلبی معیار دیتی ہے۔ ان احادیث کا ترجمہ و تشریح لکھنے سے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ صحیح مسلم نے ایمان کے ابواب میں عقیدے کے ساتھ اخلاق کو کیسے جوڑ رکھا ہے۔ یہی طرزِ مطالعہ مصادرِ حدیث کو سمجھنے کا صحیح راستہ ہے۔

سوال نمبر 5 (20 نمبر)

سوال: سنن ابن ماجہ سے کوئی سی چار احادیث لکھیں اور ان کا ترجمہ و تشریح کریں۔

تعارف

اس سوال میں سنن ابن ماجہ سے کوئی سی چار احادیث لکھ کر ان کا ترجمہ و تشریح کرنے کا تقاضا ہے۔ سنن ابن ماجہ امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ قزوینی رحمہ اللہ (209ھ تا 273ھ) کی تصنیف ہے جو صحاحِ ستہ کی چھٹی کتاب کے طور پر عام طور پر شمار کی جاتی ہے؛ قزوین ایران کا مشہور شہر ہے اور ماجہ آپ کے والد کا لقب تھا۔ کتاب میں تقریباً چار ہزار تین سو اکتالیس احادیث بیان کی جاتی ہیں، مطبوعہ ایڈیشن کے فرق کے ساتھ، اور اس کی یہ خصوصیت مشہور ہے کہ اس میں ایسی مفید زوائد بھی ہیں جو باقی پانچ کتابوں میں نہیں ملتیں۔ اس گائیڈ کے لیے چار ایسی احادیث منتخب کی گئی ہیں جو باقاعدہ سنن ابن ماجہ میں موجود ہیں: علم کی فرضیت والی حدیث کتاب کے مقدمے سے، نیت والی حدیث

کتاب الزہد سے، لاضرر ولاضرار والی حدیث کتاب الاحکام سے، اور مسجد بنانے کی فضیلت والی حدیث کتاب المساجد سے۔ تنبیہ: پہلی حدیث کے درجے پر محدثین میں بحث ہے جس کی ایماندارانہ نشاندہی اس کے مقام پر کی گئی ہے، یہی علمی دیانت اس کورس کا حاصل ہے۔ ہر حدیث کا ترجمہ و تشریح حسبِ سابق متن، ماخذ، مفہوم اور عملی سبق کی ترتیب سے پیش کیا جائے گا۔

پہلی حدیث: علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے

متن و ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ یہ حدیث سنن ابن ماجہ کے مقدمے کے باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم میں آئی ہے۔ اس حدیث کی اسناد پر محدثین نے کلام کیا ہے اور اس کے متن کی تائید دیگر روایات و اصول سے ہوتی ہے، اسی لیے کتابوں میں اس کے درجے کی بحث درج ملتی ہے؛ طالب علم کو یہی علمی نوٹ اپنے جواب میں بھی لکھنا چاہیے۔ تشریح: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اتنا علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر لازم ہے جس سے اس کی عبادات درست ہوں، حلال و حرام میں تمیز ہو اور عقیدہ سلامت رہے؛ اس دائرے سے بڑھ کر علم کی تحصیل اجتماعی فرض یعنی فرضِ کفایہ بن جاتی ہے کہ امت میں ہر فن کے ماہرین موجود ہوں۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے کتاب کی ابتدا میں لا کر گویا اپنی کتاب کے پڑھنے والے کو پہلا پیغام یہ دیا ہے کہ یہ کتاب خود اسی فرض کی ادائیگی کا ذریعہ ہے۔ علم سے مراد صرف کتابی معلومات نہیں بلکہ اس میں قرآن و حدیث کی بنیادی واقفیت، اپنے فرائض کی پہچان اور جاہلیت سے نجات سب شامل ہیں۔ دورِ جدید میں طالب علم کے لیے اس حدیث کا سبق یہ ہے کہ وہ دینی علم کو ثانوی نہ سمجھے، اپنی استعداد کے مطابق نصابی مطالعہ باقاعدگی سے کرے اور جو سیکھے اس پر عمل اور اس کی اشاعت کو بھی اپنا فریضہ سمجھے، کیونکہ بغیر عمل کا علم اس فرض کا پورا ثمرہ نہیں دیتا۔

دوسری حدیث: اعمال نیتوں کے ساتھ ہیں

متن و ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اعمال نیتوں ہی کے ساتھ ہیں اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی۔ یہ حدیث سنن ابن ماجہ کے کتاب الزہد میں آئی ہے اور یہی مشہور مضمون صحیح بخاری سمیت متعدد بڑی کتبِ حدیث میں بھی ثابت ہے۔ تشریح: نیت کی

تفصیلی بحث سنن نسائی والی حدیث کی تشریح میں گزر چکی ہے، یہاں ابن ماجہ کے سیاق سے اس کا پہلو سمجھنا مفید ہے کہ مصنف نے اسے زہد کی کتاب میں رکھا جہاں دنیاوی اعمال کی قدر اللہ کے ہاں نیت سے متعین ہونے کا پیغام زہد و اخلاص سے جڑتا ہے۔ یعنی ظاہری طور پر چمکتا ہوا عمل نیت کی خرابی سے بے وزن ہو سکتا ہے، اور سادہ سا عمل اخلاص کی وجہ سے پہاڑ بن سکتا ہے۔ مشق و امتحان کی زندگی میں اس کا سبق یہ ہے کہ طالب علم نمبروں کی دوڑ کے ساتھ علم کی نیت بھی درست رکھے کہ مقصد اللہ کی رضا، اپنی اصلاح اور خلق کی خدمت ہو، تب اس کی محنت محض کاغذی کارروائی نہیں رہتی بلکہ عبادت بن جاتی ہے۔ اس حدیث کی ایک اہم تشریحی جھلک یہ بھی ہے کہ نیت عمل سے پہلے بھی درکار ہے، عمل کے درمیان بھی اس کی نگرانی چاہیے اور عمل کے بعد بھی اخلاص کا جائزہ لینا چاہیے کہ دکھاوا تو شامل نہیں ہو گیا؛ یہی تربیت اہلِ علم نے اس ایک جملے سے نکالی ہے۔

تیسری حدیث: نہ نقصان پہنچاؤ اور نہ بدلے میں نقصان

متن و ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہ (ابتداءً) نقصان پہنچایا جائے اور نہ بدلے میں نقصان پہنچایا جائے۔ یہ حدیث سنن ابن ماجہ کے کتاب الاحکام میں آئی ہے اور اپنے مفہوم کے اعتبار سے فقہ کے بڑے قواعد میں سے ایک قاعدے کی بنیاد ہے، جسے قاعدۂ لاضرر کہا جاتا ہے؛ یہ مضمون موطا و دیگر کتب میں بھی مرسل و موصول طرق سے ثابت ہے۔ تشریح: اس حدیث کا مفہوم دو طرفہ ہے: کسی کو ناحق تکلیف و نقصان پہنچانا بھی حرام و ممنوع ہے اور کسی کے نقصان کے بدلے میں اسی طرح کا نقصان پہنچانا بھی جائز نہیں، البتہ جائز قانونی چارہ جوئی اور مجاز سزا اس ممانعت سے خارج ہے، اس کی تفصیلات فقہ و قضا کی کتابوں میں ہیں اور ان کا فیصلہ اہلِ علم و عدالتوں کا کام ہے، یہاں صرف حدیث کا اصولی پیغام بیان ہو رہا ہے۔ اسی ایک جملے سے فقہاء نے درجنوں مسائل نکالے ہیں: پڑوسی کو دھویں یا تعمیر سے تکلیف نہ دینا، راستہ بند نہ کرنا، تجارت میں دھوکہ نہ دینا، ماحول و پانی کو آلودہ نہ کرنا، ملازمت و معاہدوں میں کسی فریق کو ناحق نقصان نہ پہنچانا، یہ سب اسی قاعدے کی عملی صورتیں ہیں۔ حدیث کی تشریح میں یہ نکتہ خاص اہمیت رکھتا ہے کہ اس سے شریعت کا ایک عالمگیر اخلاقی و قانونی اصول ملتا ہے جو صرف عبادات تک محدود نہیں بلکہ پورے معاشرتی نظام میں انصاف و اعتدال پیدا کرتا ہے۔ طالب علم کے لیے سبق یہ ہے کہ حدیث کا ایک چھوٹا جملہ کبھی کبھار اصول و قواعد کی پوری شاخ کا بیج ہوتا ہے، اس لیے تشریح لکھتے وقت اصل قاعدہ اور اس کی چند واضح مثالوں کا ذکر جواب کو علمی و عملی دونوں اعتبار سے مضبوط بناتا ہے۔

چوتھی حدیث: جس نے اللہ کے لیے مسجد بنائی

متن وترجمہ: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اللہ کے لیے مسجد بنائی، اللہ اس کے لیے جنت میں اس جیسی (رہائش) بنائے گا۔ یہ حدیث سنن ابن ماجہ کے کتاب المساجد والجماعات میں آئی ہے اور یہی مضمون صحیح بخاری و صحیح مسلم میں بھی ثابت ہے۔ ترجمہ میں بریکٹ کا اضافہ اس لیے کیا گیا کہ عربی لفظ مثلہ کا مفہوم واضح ہو جائے کہ مراد جنت میں اس عمل کے بدلے عظیم مکان و مقام ہے۔ تشریح: مسجد اللہ کا گھر کہلاتی ہے اور اس کی تعمیر کو صدقۂ جاریہ کی بہترین صورتوں میں شمار کیا گیا ہے، کیونکہ مسجد میں ہونے والی نمازوں، تلاوت، دروس اور ذکر کی مجالس کا ثواب اس کے بنانے والے کو اس کے عمل کے جاری رہنے تک پہنچتا رہتا ہے۔ حدیث میں اللہ کے لیے کی قید اس طرف اشارہ ہے کہ اس عمل کی قبولیت بھی اخلاص ہی سے ہے؛ نام و نمود کے لیے بنائی گئی عمارت اس وعدے کی مستحق نہیں بن سکتی۔ مفسرین و شارحین نے اس جیسی کا مفہوم وسعت و قدر میں برابری اور عمل کی جنس سے مناسبت بیان کی ہے، جزا عمل کی جنس سے ہوتی ہے: جس نے دنیا میں اللہ کی عبادت کا گھر بنایا، اس کے لیے آخرت میں اس سے افضل ٹھکانا بنایا گیا۔ اس حدیث سے مساجد کی تعمیر و آبادکاری کی ترغیب کے ساتھ یہ سبق بھی ملتا ہے کہ مسجد کی اصل زینت اس کی آبادی یعنی نمازیوں، علم کی مجلسوں اور ذکر سے ہے، صرف عمارت کی شان و شوکت کافی نہیں۔ طالب علم کے لیے اس حدیث کی عملی صورت یہ بھی ہے کہ وہ حسبِ استطاعت مسجد کی خدمت، صفائی اور اس کے نظام میں تعاون کو بھی اسی نیکی کے دائرے میں سمجھے، البتہ اس حدیث کا براہ راست مفہوم تعمیر و آبادکاری کی ترغیب ہی ہے اور اسی حد میں تشریح رکھنی چاہیے۔

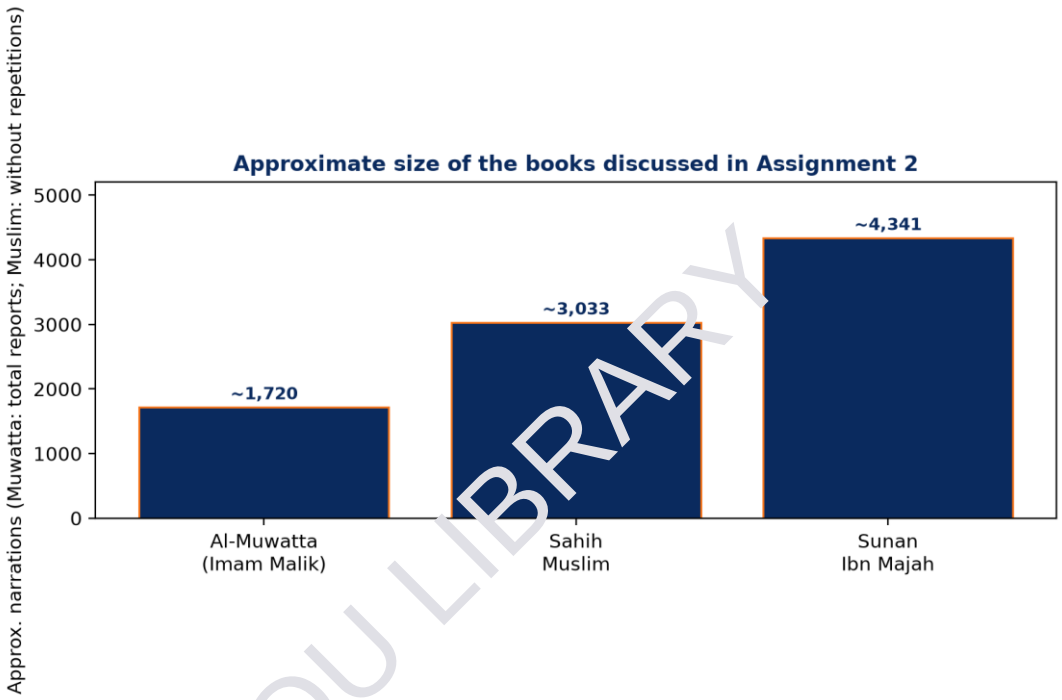

خاکہ 2: مشق نمبر 2 میں زیر بحث کتب کی احادیث کی تقریبی تعداد کا موازنہ (ایڈیشن کے فرق کے ساتھ) — خاکے کے نام سیکرٹریٹ ضرورت کے تحت انگریزی رسم الخط میں ہیں

اختتام

خلاصہ یہ ہے کہ سنن ابن ماجہ سے منتخب چار حدیثیں علم، اخلاص، عدم ضرر اور مسجد کی تعمیر جیسے چار بڑے موضوعات کا احاطہ کرتی ہیں اور اس کتاب کے متنوع ذخیرے کی نمائندگی کرتی ہیں۔ پہلی حدیث نے علم کو فرض قرار دے کر اسی کتاب کے مطالعے کا جواز فراہم کیا اور اس کے درجے کی علمی بحث نے طالب علم کو دیانت سکھائی، دوسری حدیث نے عمل کی روح بتائی، تیسری نے پورے فقہی نظام کا ایک سنہرا قاعدہ دیا، اور چوتھی نے عبادت گاہ کی تعمیر کو صدقۂ جاریہ سے جوڑا۔ ترجمہ و تشریح کے اس انداز سے یہ بھی واضح ہوا کہ مستند مصادر سے حدیث لینا، اس کا درجہ جاننا اور اس کے پیغام کو حد سے بڑھائے بغیر سمجھنا ہی مطالعۂ حدیث کا درست طریقہ ہے۔